ہر ملت یا قوم کا پڑھا لکھا طبقہ اپنی پوری قوم کے لئے ہراول دستہ کا کام دیتا ہے۔ اس میں اگر بے حسی پیدا ہوگئی تو زندگی اور عمل کے کارزار میں ملت محمدی کی فوج پہنچ ہی نہیں پائے گی پھر دنیا کی دوڑ میں نتیجہ ظاہر ہے۔

مسلمان اب کیا کریں:

اس مختصر سی تمہید کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس صورت حال کو کیسے بدلا جائے۔ اس اہم مسئلہ پر غور کرنے سے پہلے یہ حقیقت ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ مسلمانوں کا سارا عروج اسلام لانے، قرآن حکیم پر عمل کرنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ اور مسلمانوں میں جب تک اللہ تعالیٰ کا وجود زندگی کا مرکز رہا۔ ان کی اخلاقی حالت کی بنیاد ٹھوس اور سچائی پر قائم رہی۔ اور مسلمان اپنی سچائی۔ اپنی مخلص لگن اور اپنی قابل بھروسہ شخصیت اور پرخلوص برتاؤ سے دل اور تلوار سے ملک ذہانت اور ذہنی یکسوئی سے علمی میدان سر کرتے رہے چنانچہ ہم سو سال سے زیادہ عرصہ تک علمی میدان میں دنیا کی قیادت کرتے رہے۔ اس وقت ان کا ایمان تھا کہ ان کو اپنے ہر فعل اور اپنی نیت کا حساب اللہ پاک کو دینا ہوگا رفتہ رفتہ اللہ پاک کا وہ تصور جو قرآن میں لکھا ہے اور رسول اکرم نے بتایا تھا مدھم پڑتا گیا۔ ذات باری تعالیٰ کا وجود ہمارے دل و دماغ اور ہمارے کردار سے نکل گیا اور اب صرف خد و خال باقی رہ گئے۔ اس کا گلہ "شکوہ" میں علامہ اقبال نے کیا ہے ؎

گھر وہ اجڑا کہ تو رونق محفل نہ رہا

اور یہ سب اس وجہ سے ہوا۔ کہ ہم نے قرآن کریم کو صرف ایک برکت کی چیز سمجھ لیا۔ اور یہ بالکل بھلا دیا کہ یہ ہمارے لئے ایک ہدایت نامہ رہتی دنیا تک کے لئے ہے۔ ایسے لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان ہیں جو ان گنت بار مکمل قرآن شریف پڑھ چکے ہیں۔ حافظ بھی ہیں۔ لیکن انہیں نہیں معلوم اس میں لکھا کیا ہے۔ اور جن مسلمانوں کو عربی آتی ہے یا جن کی مادری زبان عربی ہے۔ انھوں نے قرآن شریف کو جدید دور کی عینک سے نہیں پڑھا۔ وہ قرآن کریم کو کتنا سمجھتے ہیں اس کا کوئی ثبوت انھوں نے موجودہ دور میں نہیں دیا ہے۔ اگر وہ قرآن کریم کو واقعی سمجھ رہے ہوتے تو انہیں زمانے کا پیشوا ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ قرآن کریم کے احکام عین فطرت کے مطابق ہیں اور ہر